جناب شاہ بلیغ الدین

شہیدوں کی ماں!

جنگِ قادسیہ میں حضرت خنساءؓ کا کردارِ عظیم

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

اللہ کی راہ میں اس شان سے جان و مال کا جہاد کرو کہ جہاد کا حق ادا ہو جائے

عُکّاظ ایک بازار تھا۔ نخلہ اور طائف کے درمیان۔ سال کے سال یہاں بڑا بھاری میلہ لگتا تھا۔ بڑی گہما گہمی رہتی۔ دور دور سے لوگ کھنچے چلے آتے۔ اس میلے کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس موقع پر عرب کے بڑے بڑے شاعر جمع ہوتے اور اپنا کلام سناتے۔ ہزاروں لوگ اُن کو سننے کے لیئے آتے۔ جس کا کلام سب سے زیادہ پسند کیا جاتا وہی اُس سال کے لیے ملک الشعراء ٹھہرتا۔ اُس کے کلام کی ایک نقل کعبۃ اللہ میں لٹکا دی جاتی۔ یہ گویا سند ہوتا اس بات کا کہ یہ اِس سال کا بہترین کلام ہے۔

ایک زمانے میں نابغہ زبیانی شعر کا بڑا پارکھ سمجھا جاتا تھا۔ عُکّاظ میں اُس کا کہا مستند سمجھا جاتا تھا۔ اُس کی زبان سے جس کے لیے تعریف نکل جاتی لوگ اُسے سر آنکھوں پر بٹھاتے۔

اس بازارِ عُکّاظ میں اور شاعروں کے خیموں کے ساتھ ساتھ ایک خیمہ ایک خاتون کا بھی ہوتا۔ اُس کے آگے لکھا ہوتا، شاعروں کی سردار مرثیہ گوئی کی ملکہ! یہ خنساء بنت عمرو کا خیمہ ہوتا۔ وہ اپنے دور کی مانی ہوئی شاعر تھی اور بے مثال مغنیّہ! نابغہ کا خیال تھا خنساء سے بڑی شاعر عورتوں میں کوئی اور نہیں۔ ایک بار اس نے خنساء سے کہا ــــ اگر میں اعشیٰ کے اشعار نہ سُن لیتا تو آپ کو اس زمانے کے تمام شاعروں سے بڑا سمجھتا۔

حضرت حسّان بن ثابتؓ جو دربارِ نبویؐ کے تین بڑے شاعروں میں سے ایک تھے۔ خنساء کے بلند مرتبے کو ماننے کے لیے مجبور ہو گئے تھے۔

خنساء کے وہ مرثیے جو اُنہوں نے اپنے بھائی کی موت پر لکھے، عربی ادب میں بےنظیر سمجھے جاتے ہیں۔ مضر کے قبیلۂ قیس کے خاندانِ سُلیم سے اُن کا تعلق تھا۔ خنساء تخلّص تھا اصل نام تماضر تھا۔

حضرت خنساء مسلمان ہو گئی تھیں۔ اپنے قبیلوں والوں کے ساتھ نجد سے مدینہ آئیں۔ جہاں آپ کو حضورِ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر ایمان لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ عبداللہؓ بن رواحہ رضؓ، حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک، کعبؓ بن زہیر کے حضرت خنساءؓ کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا کلام سنا اور زبان و بیان کی تعریف فرمائی۔

حضرت خنساءؓ کا دل خدا اور رسول کی محبت سے مالا مال تھا۔ خدا نے آپ کو بڑی اہمیت اور بڑا رتبہ دیا تھا۔ جنگِ قادسیہ کی اہمیت یوں تو کئی باتوں کی وجہ سے ہے لیکن اس بہت بڑی لڑائی میں ——— ماں کی حیثیت سے ان کا جو کردار نظروں کے سامنے آیا وہ تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔

چار بیٹے تھے، چاروں اللہ کے سپاہی۔ وہ سب کو ساتھ لے کر قادسیہ کے میدان میں آئی تھیں۔ مقابل میں ملکِ عجم کی عظیم الشان سلطنت تھی۔ رستم خود میدانِ جنگ میں موجود تھا۔ وزیرِ جنگ اور سپہ سالارِ اعلیٰ کی حیثیت سے! اس کی فوج کیا تھی، انسانی سروں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ لوہے اور فولاد کی چٹانیں تھیں جو میدانِ جنگ میں صف آرا تھیں۔ ادھر مسلمان تھے عزم و ہمت کے دھنی! زبان پر قرآن دلوں میں نورِ ایمان لیے بادلوں کی طرح برستے، بجلی کی طرح کڑکتے آئے تھے۔ سب کی تمنا ایک ہی تھی ؎

الٰہی! ہمیں بھی شہادت نصیب یہ افضل سے افضل عبادت نصیب

جنگ کے دوسرے دن قیامت کا معرکہ گرم ہونے کو تھا کہ میدانِ کارزار میں ایک طرف جوش اور جذبے سے بھری ہوئی آواز گونجی۔ یہ حضرت خنساءؓ کی آواز تھی۔ ہتھیار سجائے گھوڑوں کی باگ پکڑے چاروں بیٹے خیمے کے آگے، ماں کے سامنے کھڑے تھے۔ میدانِ جنگ میں جاتے ہوئے یہ سرفروش ماں کو خدا حافظ کہنے اور ماں کی دعائیں لینے رُکے ہوئے تھے۔ ماں نے ایک نظر میدانِ جنگ پر ڈالی، ایک نظر اپنے لاڈلوں پر۔

کل کا دن کس قیامت کا تھا۔ عجمی ہاتھیوں کے پَرے نے مسلمانوں کو کچل کر رکھ دیا تھا۔ آج پھر عجمی بڑی تیاری سے آئے تھے۔ طوفانِ بلاخیز کی طرح تند و تیز، پہاڑوں کی طرح مضبوط! ماں نے اپنے بیٹوں سے جو کچھ کہا اس کا مطلب تھا۔

میرے جگر کے ٹکڑو! قسم ہے اس خدائے لایزال کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ تمہاری رگوں میں شریف خون ہے۔ تمہارا حسب نسب بے داغ ہے۔ میرا سر فخر سے بلند ہے۔ تمہارا باپ اور تمہارے ماموں اپنی عزت پر جس قدر ناز کریں کم ہے۔ یاد رکھو! جہاد ہماری سب سے بڑی عبادت ہے، یہ دنیا کیا اور اس کی دل چسپیاں کیا! ع

ہم تو جیتے ہیں شہادت کی تمنا کے لیے

جب تم دیکھو کہ میدانِ جنگ گرم ہوگیا ہے تو دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑو۔ اُن پر ایسے جا گرو کہ اُن کے ہوش

اُڑ جائیں ۔ انشاء اللہ خدا ضرور تمہیں شہادت کی دولت عطا فرمائے گا۔ یاد رکھو تمہارا حسب نسب بے داغ ہے۔

الفاظ کیا تھے، رجزیہ کے بول تھے۔ شوہر کا انتقال ہو چکا ہے۔ بڑھاپے کا سہارا کوئی نہیں۔ عصائے پیری اولاد ہوتی ہے۔ لیکن کیا ایمان ہے اور کیسی شیر ماں ہے کہ اپنے دل کے ٹکڑوں کو، سب بیٹوں کو ملتِ اسلامیہ پر نثار ہونے کے لیے بھیج رہی ہے۔ اُن کی غیرت جگا رہی ہے ۔ یہ ماں کیسی ماں ہے کہ اپنے بیٹوں کے سروں پر سہرا باندھنے کی خواہش نہیں۔ چاند سی دُلہنیں بیاہ لانے کا شوق نہیں۔ ہاں اس کی نظر میں شہادت دُلہن ہے اور بیاہ رچانے آج وہ اپنے جگر گوشوں کو خوش خوش روانہ کر رہی ہے ۔

گھوڑوں کی باگیں اٹھائے، نعرۂ تکبیر بلند کرتے یہ سر فروش میدانِ جنگ میں پہنچے۔ گھوڑے ہیں کہ ہرن کی طرح چوکڑیاں بھر رہے ہیں۔ مجاہد سینہ تانے، دست و بازو تولے بے جھجک بے درنگ یوں بڑھ رہے ہیں جیسے برق و بلا۔ یہ آتشِ نفس تھے، فولاد شکن! کون ان کے آگے ٹھہر سکتا۔ ماں نے کہا تھا دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑو۔ ان پر ایسا جا گرو کہ ہوش اُڑ جائیں! ماں نے کہا تھا تمہارا حسب و نسب بے داغ ہے۔ میدانِ جنگ میں بیٹوں کا کردار بے داغ رہا۔ ایسے ہی فرزندانِ ملت کی کوششیں تھیں۔ کہ قادسیہ کے میدان میں دوسرے دن کا معرکہ مسلمانوں کے حق میں فیصل ہوا۔

رات ہوئی، فوجیں خیموں میں واپس آئیں۔ مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت سعد ابن ابی وقاص رضؓ نے اپنا ایک آدمی بھیجا کہ جائے، دیکھ کر آئے، آج لشکرِ اسلام کا کیا حال ہے؟

آدمی نے گھوم پھر کر سارے لشکر کو دیکھا۔ آج دشمن نے بہادروں کے ہاتھ سے بُری طرح مار کھائی تھی ہر طرف شجاعت کے تذکرے ہو رہے تھے۔ ایک دوسرے کو داد دی جا رہی تھی۔

ایک خیمے کے آگے اندھیرا تھا۔ چار بہادروں کی لاشیں یہاں دفن کے لیے رکھی ہوئی تھیں خیمے میں ایک بوڑھی خاتون بیٹھی تھیں۔ چہرے پر اطمینان کی جھلک تھی ــــ یہ حضرت خنساءؓ تھیں اور وہ ان کے شہید جگر گوشے یہ سب کچھ کھو کر اس نیک بخت شیر دل خاتون کی زبان پر کچھ تھا تو یہ کہ ــــ یہ اللہ کی کیسی مہربانی ہے کہ مجھے شہیدوں کی ماں ہونے کا شرف بخشا۔ اب میں اس کے سایۂ رحمت میں اپنے بچوں سے ملوں گی۔

یہ وہی خنساء تھیں جنہوں نے اپنے بھائی صخر کی موت پر ایسا مرثیہ لکھا تھا کہ پتھر کے کلیجے پانی ہو گئے تھے سوقِ عُکّاظ کی فضائیں سوگوار ہو گئی تھیں لیکن آج لبوں پر مرثیہ نہیں تھا، شاعر کا نذرانۂ عقیدت سجدۂ شکرانہ تھا! فکر و نظر میں تبدیلی آ گئی تھی۔ ایسی ہی مائیں تھیں، بہادر اور صاحبِ ایمان مائیں جن کے بہادر اور صاحب ایمان بیٹے صفِ جنگاہ میں بے ساز و یراق آتے رہے اور ایک ایک کر کے دنیا کی عظیم الشان سلطنتوں کے تختے الٹتے رہے ــــ سلام حضرت خنساءؓ کی ہمت عالی پر! سلام اس کی ماں کے عزم بے باکانہ پر! ــــ سلام اے شہیدوں کی ماں! تجھ پر ملتِ اسلامیہ کے ہر مجاہد کا سلام! ایسی چنگاری بھی یا رب اپنے خاکستر میں تھی!